محمدؐ کی ابتدائی زندگی اور اعلیٰ کردار

ولادت اور نسب: حضرت محمدؐ کی ولادت 570ء میں مکہ میں ہوئی۔ آپ کا تعلق معزز قریش قبیلے کی شاخ بنو ہاشم سے تھا، اور آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ آپ کے والد عبداللہ آپ کی پیدائش سے پہلے وفات پا گئے، اور والدہ آمنہ کا انتقال اس وقت ہوا جب آپ چھ سال کے تھے۔ پھر آپ کی پرورش آپ کے دادا عبدالمطلب اور بعد میں چچا ابو طالب نے کی۔

نبوت سے پہلے کا کردار: آپؐ بچپن سے ہی **سچائی، دیانت، تحمل، شرافت، اور نرمی** کا پیکر تھے۔ آپؐ کو اہلِ مکہ "**الصادق**" اور "**الامین**" کہتے تھے۔ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، کبھی دھوکہ نہیں دیا، اور نہ کبھی کسی پر ظلم کیا۔ لوگ آپؐ سے جھگڑے حل کرواتے اور امانتیں آپ کے پاس رکھواتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاح: آپ نے **25 سال** کی عمر میں ایک معزز، مالدار اور پاکدامن خاتون حضرت خدیجہؓ سے نکاح فرمایا۔ ان کی شخصیت، وفاداری اور تعاون نے آپ کی زندگی میں بڑا سکون دیا۔ وہ سب سے پہلے آپؐ پر ایمان لائیں اور ہر مصیبت میں آپ کا ساتھ دیا۔

نبوت اور صبر کے ساتھ آزمائشیں

وحی کا آغاز: جب آپؐ کی عمر **40 سال** ہوئی تو غارِ حرا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے وحی نازل فرمائی۔ اللہ کا پیغام تھا: ایک اللہ کی عبادت کرو، اور شرک سے دور رہو۔

دعوتِ اسلام کی ابتدا: پہلے آپؐ نے قریبی لوگوں کو خفیہ طور پر اسلام کی دعوت دی۔ پھر اللہ کے حکم سے علانیہ تبلیغ شروع کی۔ مکہ کے سرداروں کو یہ بات ناگوار گزری کیونکہ آپ کا پیغام ان کے بتوں، ظلم، اور مفادات کے خلاف تھا۔

مظالم کے باوجود صبر: مشرکین نے آپؐ اور آپ کے صحابہؓ کو سخت ظلم کا نشانہ بنایا۔ لیکن آپؐ نے ہمیشہ صبر، حکمت، نرمی اور اخلاق سے جواب دیا۔ آپ نے ہمیشہ خیر کی دعا کی۔

غم کا سال: نبوت کے دسویں سال آپ کی پیاری بیوی **حضرت خدیجہؓ** اور چچا **ابو طالب** کا انتقال ہوا۔ آپؐ طائف گئے لیکن وہاں آپ کو پتھر مارے گئے۔ پھر بھی آپ نے فرمایا: "اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے، کیونکہ یہ جانتے نہیں۔"

اسراء و معراج: اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عظیم الشان معجزہ عطا فرمایا، جس میں آپ نے **بیت المقدس** تک سفر کیا اور پھر **آسمانوں پر لے جائے گئے**۔ وہاں آپ کو انبیاء کرام سے ملاقاتیں اور پانچ وقت کی نماز کا تحفہ ملا۔

رحمت، قیادت، اور ابدی وراثت

ہجرت اور مدینہ کی ریاست: مکہ میں ظلم بڑھنے پر آپؐ نے صحابہؓ سمیت **مدینہ ہجرت** فرمائی۔ وہاں آپؐ کو سربراہ کی حیثیت سے خوش آمدید کہا گیا۔ آپ نے **اسلامی ریاست** کی بنیاد رکھی، جو **عدل، مساوات، اور اخوت** پر قائم تھی۔

عظیم قائدانہ صفات: رسولؐ نے کبھی غرور نہیں کیا۔ آپ کی قیادت **انکساری، عدل، مشورے، اور نرم دلی** پر مبنی تھی۔ آپ نے **میثاقِ مدینہ** تشکیل دیا، جو مسلمانوں، یہودیوں اور دوسرے قبائل کے درمیان امن و امان کا معاہدہ تھا۔

جنگ میں رحم اور عدل: غزوات جیسے **بدر، اُحد، خندق** میں بھی آپؐ نے کبھی ظلم کی اجازت نہ دی۔ عورتوں، بچوں، بزرگوں اور عبادت گاہوں کو محفوظ رکھا۔ **فتح مکہ** کے موقع پر جب آپ کے دشمن آپ کے رحم و کرم پر تھے، آپ نے فرمایا: **"آج تم پر کوئی گرفت نہیں، تم سب آزاد ہو۔"**

حجۃ الوداع اور وصال: سنہ 632ء میں آپؐ نے **حجۃ الوداع** کیا اور اپنے **آخری خطبے** میں انسانیت کو **مساوات، تقویٰ، خواتین کے حقوق، اور قرآن و سنت** کی پیروی کی تعلیم دی۔ اسی سال آپؐ نے دنیا کو خیر باد کہا، آپؐ کی عمر **63 سال** تھی۔

وراثت اور نمونہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: "اور بے شک تم اخلاق کے بلند ترین درجے پر ہو" (68:4)۔ آپؐ کی ذات رحمت للعالمین ہے، اور آپ کی سیرت ہر دور کے لیے رہنمائی کا چراغ ہے۔ آپ کی زندگی عدل، رحمت، صداقت، عفو، اور تقویٰ کا نمونہ ہے۔

قرآن کہتا ہے: رسولؐ اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے ربّ کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسولؐ کے ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ "ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی۔ مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے" (2:285)۔

مسلمان انبیاء کی تکریم میں فرق نہیں کرتے: ہم مسلمان تمام انبیاء اور رسولوں کی تعظیم اور تکریم میں کوئی امتیاز نہیں کرتے، لیکن محبت ایسی چیز ہے جس پر قابو نہیں پایا جا سکتا، یہی وجہ ہے کہ محمدؐ سے ہماری محبت چھ وجوہات کی بنا پر زیادہ ہے:

1) محمدؐ کو ہماری رہنمائی کے لیے مبعوث کیا گیا تھا، اور آپؐ نے اسے باقی انبیاء کی طرح احسن طریقہ سے نبھایا۔ پھر ہم اپنے نبیؐ سے زیادہ محبت کیسے نہ کریں۔

2) اللہ نے ہر نبی سے حلف لیا تھا کہ اگر ان کی زندگی میں محمدؐ کا دور آئے تو وہ سب آپؐ کا ساتھ دیں گے۔ حضرت عیسیٰؑ کا نزول بھی بحیثیتِ نبی شریعت محمدی پر ہو گا، پھر ہم آپؐ سے زیادہ محبت کیسے نہ کریں۔

3) تمام تکالیف کے باوجود، آپؐ نے قرآن کا نمونہ بن کر ہماری رہنمائی کی۔ پھر ہم اپنے نبیؐ سے زیادہ محبت کیسے نہ کریں۔

4) ہمارے سوہنے نبیؐ ہماری فلاح کے لیے تہجد کے سجدوں میں گھنٹوں امتی امتی کہتے ہوئے سجدوں میں روتے۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہؐ صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور افسردہ تھے۔ آپؐ نے فرمایا، مجھے فی الواقع اپنے محبوب بھائی یاد آ رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسولؐ ہم یہاں آپؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپؐ کو ہماری کمی محسوس نہیں ہونی چاہیے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ، کیا ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں، ایسے لگتا ہے جیسے آپؐ دنیا کو الوداع کہہ رہے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا، آپ میرے دوست اور اصحابؓ ہو، لیکن مجھے اپنے بھائی یاد آ رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے حیرانگی سے پوچھا، "آپؐ کے محبوب بھائی کون ہیں"؟ آپؐ نے فرمایا، میرے محبوب بھائی وہ ہیں جو میرے بعد آئیں گے، جو کبھی میری زیارت نہیں کر سکیں گے لیکن پھر بھی مجھ پر ایمان لائیں گے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا، میرے بھائی اور محبوب وہ اہل ایمان ہیں جنہیں میری زیارت کا موقع نہیں ملے گا (آپ اور میں)۔ پھر ہم اپنے نبیؐ سے زیادہ محبت کیسے نہ کریں۔

5) ایک دفعہ جبریل امینؑ رسول اللہؐ کے پاس حاضر ہوئے، آپؐ کو بتایا کہ جہنم کے چھ درجے ہیں۔ پیندے میں منافقین ہوں گے، پانچویں درجہ میں مشرکین ہوں گے، چوتھے درجہ میں دہریے، تیسرے درجہ میں یہودی، دوسرے میں عیسائی۔ اس کے بعد جبریلؑ خاموش ہو گئے۔ رسول اللہؐ نے سوال کیا کہ پہلے درجہ میں کون ہوں گے؟ جبریلؑ نے عرض کیا، آپؐ کی امت کے گناہ گار لوگ۔ رسول اللہؐ اتنے غم زدہ ہوئے کہ عرش کے آقا و مالک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر گئے۔ تین دن نبیؐ فرض نماز مسجد میں ادا کرتے اور فوراً ہی گھر چلے جاتے اور سجدہ ریز ہو جاتے اور اپنی امت کی بخشش کے لیے دعائیں

کرتے، میری اور آپ کی بخشش کے لیے۔ یا اللہ۔۔۔۔ تیسرے دن جبریل امینؑ حاضر ہوئے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پیغام دیا کہ جزاء کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپؐ کو مایوس نہیں کریں گے بلکہ خوش کر دیں گے۔ پھر ہم کیسے آپؐ پر صدقے نہ جائیں، آپؐ سے زیادہ پیار نہ کریں؟

6) ہر نبی کو ایک دعا دی گئی تھی جس کو اللہ رد نہیں کرتا۔ تمام نبیوں نے اسے اس دنیا میں استعمال کیا۔ ہمارے نبیؐ نے اسے قیامت کے لئے بچالیا۔ یہاں تک کہ جب آپؐ کا بیٹا ابراہیم آپ کے ہاتھوں میں دم توڑ رہا تھا، آپ کے لواحقین نے آپ سے اس خصوصی دعا کو استعمال کرنے کو کہا۔ آپؐ نے انکار کر دیا اور اسے اپنی امت کے لئے بچا لیا (میرے اور آپ کے لیے)۔ پھر ہم اپنے نبیؐ سے زیادہ محبت کیسے نہ کریں۔ ہمارا ربّ بھی ہمیں حکم دیتا ہے کہ نبیؐ پر درود و سلام بھیجو۔

نبیؐ کی محبت اپنی امت کے لیے

بخشائی کے لیے سجدے میں پڑا رہتا میرا نبیؐ — کی ہوتی گر اتباع، دکھی نہ ہوتا میرا نبیؐ
تو بخش دے مالک تاکہ آزردہ نہ ہو میرا نبیؐ — محشر کے دن رکھ لینا پردہ تاکہ افسردہ نہ ہو میرا نبی

میرا سوہنا نبیؐ

بھیجا تو نے انبیاء کو خیر خواہی کے لیے — بھیجا محمدؐ کو ہماری رہنمائی کے لیے
رات بھر وہ روتا امت کی بھلائی کے لیے — سجدے میں گر پڑتا ہماری بخشائی کے لیے
وہ تڑپتا تھا ہمیں قرآں سکھانے کے لیے — او جھڑی سجدہ میں سہی دیں سکھانے کے لیے
خون میں وہ تر ہوا پیغام پہنچانے کے لیے — میرے نبیؐ نے دکھ سہے ہمیں بچانے کے لیے
بن کے ہے دکھایا نبی نے پیکرِ قرآں مجھے — ہائے ہو گئیں ختم ساری جتنیں میرے لیے
بازوؤں میں دی تڑپ کر جان ابراہیم نے — رکھ لی بچا کر دعا، میری رہائی کے لیے
تاکہ پھر نہ ہو کبھی قرآن سے امت جدا — سجدوں میں کی ہے نبیؐ نے عمر بھر یہی دعا
میری امت کو رکھ سیدھی راہ پر میرے خدا — ربی ھب لی امتی کہتے ہوئے، ہوئے جدا
رکھا خود کو ڈبو کر ہائے میں نے گناہوں میں — کی نہ میں نے اطاعت ان کی یہ تو فرض تھا مرا
لوٹا ہے شرمندگی کے آنسوؤں میں ڈوبا حلیم — یومِ جزا اُنؐ سے رکھ لینا تو پردہ مرا

روزِ محشر ہائے کیسے منہ دکھاؤں گا انہیں
مالک ان کے سامنے تو سرخرو کرنا مجھے